کھودا پہاڑ نکلا چوہا

اور مختلف کہانیاں

10 کہانیاں

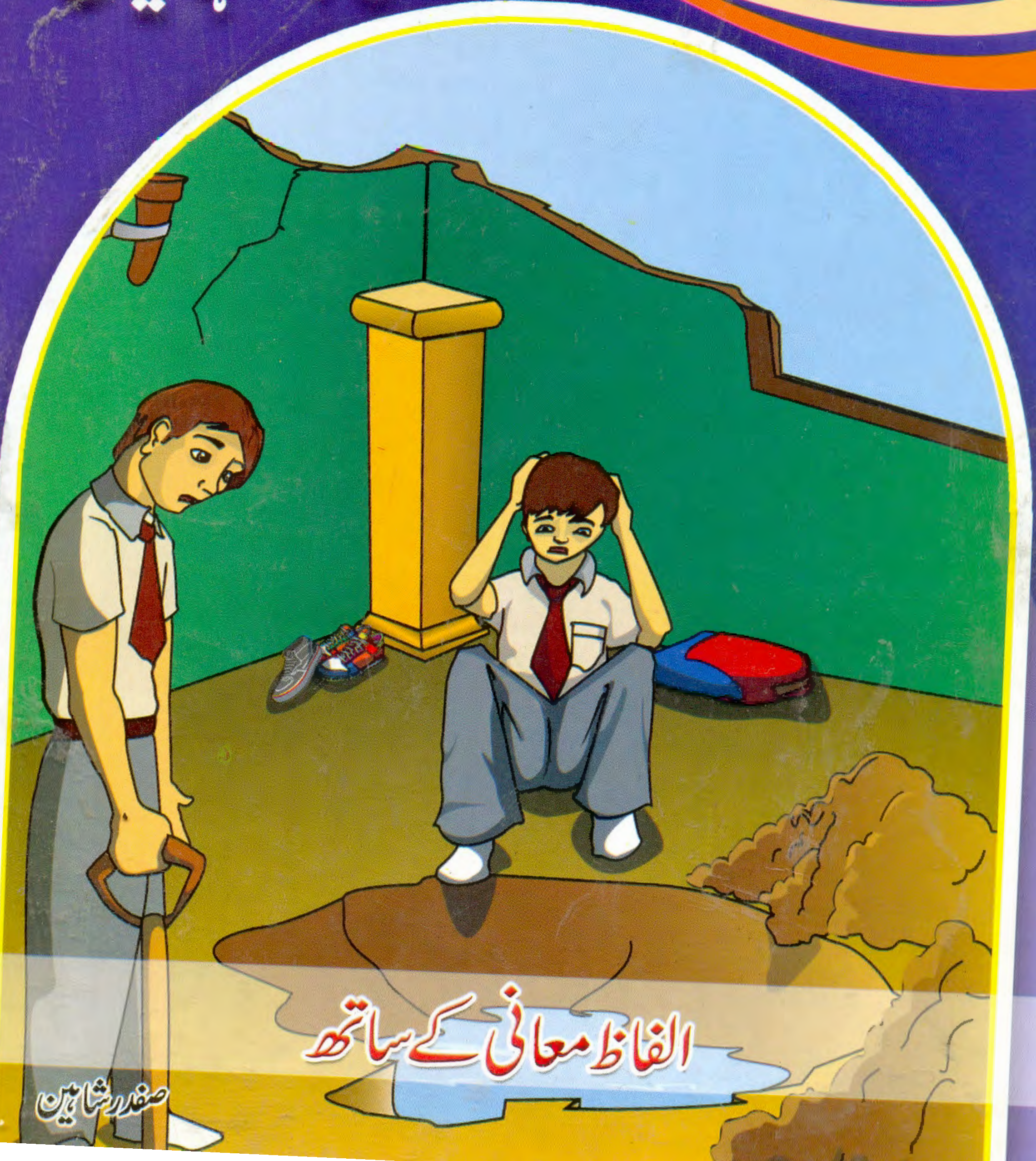

الفاظ معانی کے ساتھ

صفدر شاہین

59

کھودا پہاڑ نکلا چوہا

اور مختلف کہانیاں

مرتبہ: صفدر شاہین

چلڈرن پبلیکیشنز
13، طارق پلازہ ناظم آباد نمبر 4 کراچی، پاکستان فون نمبر: 6623489
E-mail: childrenpublications@hotmail.com
CHILDREN'S BOOK FAIR.

©

فہرست مضامین

لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے	3
کھودا پہاڑ نکلا چوہا	6
خدا گنجے کو ناخن نہ دے	9
بغل میں بچہ شہر میں ڈھنڈورا	12
بھاگتے چور کی لنگوٹی ہی سہی	15
بھینس کے آگے بین بجانا	18
بلی کے خواب میں چھیچھڑے	21
آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا	24
چور کی ڈاڑھی میں تنکا	27
تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو	30

لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے

عبدل کے والد کی دکان گھر سے کافی فاصلے پر تھی۔ وہ صبح دکان پر جاتے اور شام کو واپس آتے۔ عبدل کول سے واپس آتا اور کھانا کھا کر کھیلنے کے لیے گھر سے باہر چلا جاتا۔ پھر کئی گھنٹوں بعد واپس آتا۔ ماں بے ری اس کی فکر میں پریشان ہوتی رہتی تھی۔ عبدل ان کا اکلوتا بیٹا تھا اور انہیں عبدل سے بہت محبت تھی اسی لیے وہ نہ عبدل کو کچھ کہتی اور نہ اس کے والد سے اس کی شکایت کرتی۔ گھر کا سودا سلف لینے کے لئے بھی اکثر اسے خود ار جانا پڑتا تھا کیونکہ عبدل گھر میں موجود نہ ہوتا تھا۔ ایک دن کسی پڑوسی نے عبدل کے والد سے عبدل کی شکایت دی کہ وہ آوارہ لڑکوں کے ساتھ گھومتا رہتا ہے اور شرارتیں کرتا ہے۔ آج دوپہر اس نے گلی میں ان کی مرغی پتھر مار کر اس کی ٹانگ توڑ ڈالی ہے۔ اس شکایت پر والد نے عبدل کو ڈانٹا اور اسے خبردار کیا کہ آئندہ کسی کے ھ شرارت نہ کرے اور آوارہ لڑکوں کے ساتھ کھیلنا بند کردے۔ پھر انہوں نے عبدل کی ماں سے پوچھا۔ ''اسکول آنے کے بعد عبدل کیا کرتا رہتا ہے؟''

''کرنا کیا ہے اس نے۔ کھانا کھا کر باہر نکل جاتا ہے۔'' ماں نے بتایا۔ ''باہر یہ کیا کرتا ہے۔ ں کچھ ں جانتی۔ آپ کے گھر آنے سے کچھ دیر پہلے یہ لوٹ آتا ہے اور ٹی وی دیکھنے بیٹھ جاتا ہے۔''

''اچھا تم کل سے اس کے ہاتھ میرے لئے دوپہر کا کھانا بھیجا کرو۔ یہ شام تک میرے پاس دکان پر ہی رے گا اور میرے ساتھ ہی واپس گھر آیا کرے گا۔ اس طرح ایک تو یہ آوارہ گردی سے بچا رہے گا۔ دوسرا مجھے ری کھانے سے نجات مل جائے گی۔''

دوسرے روز عبدل اسکول سے واپس آیا تو ماں نے اسے کھانا کھلایا پھر اسے ٹفن میں کھانا بند کر کے دیا اور ں پر بھیج دیا۔ عبدل گھر سے نکلا تو راستے میں اس کے دوست مل گئے۔ انہوں نے عبدل سے کہا۔ ''پارک میں بند تماشا کر رہا ہے۔ آؤ دیکھنے چلیں۔'' عبدل بولا۔ ''مگر میں تو دکان پر جا رہا ہوں ابو کا کھانا دینے۔''

''ارے پانچ منٹ بعد چلے جانا۔ بندر والا روز روز تو نہیں آتا نا۔'' ایک دوست نے ہنس کر کہا۔

چنانچہ عبدل ان کے ساتھ پارک میں گیا اور وہاں بندر کا تماشا دیکھنے لگا۔ تماشا ختم ہوا تو چار بج چکے تھے۔ وہ دکان پر پہنچا تو باپ نے پوچھا کہ اتنی دیر کہاں لگا دی۔ عبدل نے بتایا تو باپ نے ڈانٹا اور کہا کہ آئندہ سیدھے یہاں آنا۔ ورنہ سزا دوں گا۔ دوسرے روز عبدل دوپہر کا کھانا لے کر دکان پر جا رہا تھا کہ ایک دوست مل گیا۔ اس نے عبدل سے کہا۔ ''میں درزی سے اپنا نیا سوٹ اٹھانے جا رہا ہوں، تم بھی ساتھ چلو۔ ابھی واپس آ جائیں گے۔''

عبدل اس کے ساتھ چل دیا۔ وہ درزی کے پاس پہنچے تو اس نے کہا کہ ابھی بٹن لگانے رہ گئے ہیں۔ پانچ منٹ بیٹھ جاؤ۔ وہ دونوں انتظار کرنے لگے۔ درزی کھانا کھانے چلا گیا۔ ایک گھنٹہ بعد واپس آیا اور بٹن لگا کر سوٹ دے دیا۔ عبدل اپنے والد کے پاس اس روز ساڑھے چار بجے پہنچا۔ باپ نے خفا ہو کر اسے ڈانٹ ڈپٹ کی اور کہا کہ آئندہ تم نے دیر کی تو بہت ماروں گا۔ لیکن اگلے دن عبدل نے پھر دیر کر دی راستے میں ایک جگہ لڑکے کرکٹ کھیل رہے تھے اور وہ کھیل دیکھنے لگ گیا تھا۔ اس کے باپ نے اس روز بھی اسے معاف کر دیا۔ کیونکہ وہ اس کا اکلوتا بیٹا تھا۔

اسی طرح کئی روز گزر گئے۔ باپ سمجھا سمجھا کر تھک گیا لیکن عبدل پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ آٹھویں نویں دن کی بات ہے۔ عبدل کھانا لے کر جا رہا تھا کہ راستے میں ایک جھولے والا کھڑا تھا۔ بچے جھولے کھا رہے تھے۔ عبدل کو بھی شوق ہوا اور وہ جھولا جھولنے لگا۔ ایک گھنٹہ بعد وہ دکان پر پہنچا تو خالی ہاتھ تھا۔ باپ نے کھانے کا پوچھا تو عبدل نے کہا کہ ٹفن جھولے میں بھول آیا ہوں۔ باپ کو بے حد غصہ آیا اور اس نے اپنے گاہکوں کے سامنے عبدل کو پیٹنا شروع کر دیا۔ ایک گاہک نے عبدل کو بچاتے ہوئے اس کے باپ سے کہا۔ ''رہنے دیجیے۔ بچہ ہے اسے پیار سے سمجھائیے۔''

''ہٹ جائیے۔ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ میں اسے زبان سے سمجھا سمجھا کر تھک گیا ہوں۔ اب اس کا یہی علاج ہے۔'' عبدل کے باپ نے غصے سے کہا۔

گاہکوں نے بڑی مشکل سے عبدل کو مزید پٹنے سے بچایا۔ اس روز کے بعد عبدل تیر کی طرح سیدھا دکان پر آنے لگا۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
لوٹ آنا	واپس آجانا	اکلوتا	واحد۔ اکیلا
آوارہ گردی	بیکار گھومنا۔ مارا مارا پھرنا۔ بدچلنی	پٹینا	مارنا
تیر کی طرح سیدھا	بالکل سیدھا	گاہک	خریدار
سوداسلف	سامان لینا۔ خریداری کرنا	تماشا	کھیل۔ نظارہ
سوٹ	جوڑا	لاتوں کے بھوت	مار کھا کر سمجھنے والے

کھودا پہاڑ نکلا چوہا

عادل اور ناصر آپس میں گہرے دوست تھے اور ایک ہی کلاس میں پڑھتے تھے۔ ایک دن عادل نے اسکول سے واپس آتے ہوئے ناصر سے کہا۔ ''میں نے کل رات دادا جان مرحوم کی ڈائری پڑھی تھی۔ اس میں بڑی حیرت انگیز باتیں لکھی ہیں۔''

''اچھا۔ کون کون سی باتیں ہیں؟'' ناصر نے پوچھا۔

''اس میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ مغل بادشاہ ہمایوں ہمارے علاقے سے گزرا تھا۔'' عادل بتانے لگا ''اس نے شہر سے باہر فوج کے ہمراہ چند دن قیام کیا اور رہنے کے لیے فوج نے وہاں ایک محل تعمیر کیا تھا۔ ہمایوں اور اس کی ملکہ نے اس محل میں دو دن ہی گزارے تھے کہ دشمن کے لشکر نے ان پر حملہ کر دیا۔ ہمایوں کی ملکہ نے اپنے قیمتی زیورات ہیرے جواہرات ایک صندوق میں بند کر کے محل کے ایک کمرے میں زمین میں دبا دیے کہ جب خطرہ ٹل جائے گا تو نکال لے گی لیکن دشمن کا حملہ اس قدر خطرناک تھا کہ انہیں محل سے بھاگنا پڑا اور ملکہ کو زمین سے صندوق نکالنا یاد نہ رہا۔ بعد میں ملکہ نے کچھ سپاہیوں کو صندوق لینے کے لیے یہاں بھیجا لیکن سپاہیوں کو پتا نہ چل سکا کہ صندوق کس جگہ دفن ہے۔ اس لئے وہ خالی ہاتھ واپس چلے گئے۔ وہ صندوق آج تک زمین سے نہیں نکالا جا سکا۔''

''لیکن تمہارے دادا جان کو کس نے یہ بات بتائی تھی؟'' ناصر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''انہیں ان کے دادا جان نے جو اس وقت ہمایوں کی فوج میں سپاہی تھے اور محل میں پہرہ دیتے تھے۔ دادا جان کے والد نے صندوق تلاش کرنے کی کوشش کی تھی مگر اس سے پہلے ہی انہیں کسی کام سے افغانستان جانا پڑا۔ وہاں سے لوٹے تو شدید بیمار تھے اس لیے صندوق نکالنے نہ جا سکے البتہ اپنے بیٹے کو بتا دیا۔ پھر وہ فو

ہو گئے اور ان کے بیٹے کو یاد نہ رہا کہ انہوں نے کیا بتایا تھا۔ پھر یہ راز دادا جان مرحوم کو ان کے والد نے بتایا تو دادا جان نے محل سے صندوق نکالنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے البتہ انہوں نے اس جگہ کا سراغ لگا لیا تھا جہاں صندوق تھا۔ انہوں نے اپنی ڈائری میں اس جگہ کا نام آتشدان لکھا ہے جس میں کمرہ گرم کرنے کے لیے آگ جلائی جاتی تھی۔''

''پھر تو ہمیں بھی کوشش کرنی چاہیے۔'' ناصر نے عادل کی بات سن کر کہا۔

''ہاں۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔'' عادل بولا۔ ''ہم روزانہ اسکول سے واپس آنے کے بعد وہاں جا کر کھدائی کیا کریں گے۔ تم ایک کدال لے آنا۔''

ناصر کے پاس کدال نہیں تھی۔ ان دونوں نے سو سو روپے ملا کر بازار سے نئی کدال خریدی اور دوسرے روز دوپہر کے وقت شہر سے باہر واقع قدیم شاہی محل میں جا پہنچے۔ محل کی دیواریں اور چھتیں گر چکی تھیں اور وہ کھنڈر بن چکا تھا۔ عادل اپنے دادا کی ڈائری ساتھ لایا تھا۔ ڈائری میں درج معلومات کے مطابق پہلے انہوں نے وہ جگہ دریافت کی جہاں کسی زمانے میں آتشدان ہوا کرتا تھا۔ پھر باری باری اس جگہ کو کھودنے لگے۔ اندھیرا ہونے سے پہلے پہلے انہوں نے وہاں ایک گڑھا کھود لیا اور وہاں سے واپس آ گئے۔ دوسرے دن انہوں نے پھر وہاں جا کر کھدائی کی اور شام تک گڑھا اور گہرا کر لیا لیکن صندوق نظر نہ آیا۔

''یہاں کوئی صندوق تو کیا صندوقچہ تک نہیں ہے۔'' ناصر نے مایوس ہو کر کہا۔

''ہو سکتا ہے وہ زیادہ گہرائی میں دفن ہو۔ ہم کل پھر کھودیں گے۔'' عادل نے کدال رکھ کر ہانپتے ہوئے کہا۔

''تو کیا ساری عمر کھدائی کرتے رہیں گے۔'' ناصر نے منہ بنا کر کہا۔ ''ہم فضول محنت کر رہے ہیں۔''

عادل بولا۔ ''نہیں یار۔ دادا جان نے غلط نہیں لکھا۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں صندوق دفن ہے۔ ایک دن اور کھدائی کرتے ہیں۔''

اگلے دن ناصر اور عادل نے پھر وہاں کھدائی کی مگر صندوق برآمد نہ ہوا۔ اس طرح وہ بلا ناغہ چھ دن تک اس جگہ کھدائی کرتے رہے۔ ساتویں روز ناصر نے کھدائی کی پھر عادل کھدائی کرنے لگا اور اچانک وہاں سے پانی نکل آیا۔ مسلسل کھدائی کرنے سے وہ جگہ اتنی گہری ہو گئی تھی کہ پانی نکل آیا تھا۔ ناصر نے گڑھے میں جھانکا اور ہنس کر بولا۔

''واہ۔ کھودا پہاڑ نکلا چوہا۔ میں تو پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ صندوق یہاں نہیں ہے ہم بیکار محنت کر رہے ہیں۔ آؤ اب چلیں۔''

عادل نے مایوسی سے سر ہلایا۔ ''تم نے درست کہا تھا۔ لیکن دادا جان مرحوم.....؟''

''چھوڑو یار۔ اگر یہاں صندوق ہوتا تو تمہارے دادا جان نکال لیتے یا تمہارے ابو کوشش کرتے۔ یقیناً اسی زمانے میں کسی نے خزانہ نکال کر گڑھا بند کر دیا ہوگا اور تمہارے دادا جان یہی سمجھتے رہے کہ ابھی تک کسی نے نہیں نکالا۔'' ناصر نے مسکرا کر کہا۔ پھر وہ دونوں واپس گھر کی طرف چل دیئے۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
مرحوم	مرا ہوا۔ وفات پا جانے والا	ٹل جانا	ہٹ جانا۔ چھوڑ جانا
قیام کرنا	ٹھہرنا۔ رکنا	سراغ لگانا	پتا لگانا۔ کھوج لگانا
تعمیر کرنا۔	بنانا۔ تیار کرنا	آتش دان	آگ جلانے کی جگہ۔ انگیٹھی
لشکر	فوج۔ گروہ	قدیم	پرانا
ڈائری	روزانہ کے واقعات لکھنے والی نوٹ بک	راز	بھید
		کھودا پہاڑ	سخت محنت کی

خدا گنجے کو ناخن نہ دے

شیخ خادم حسین گاؤں کے مالک تھے۔ساری زمین ان کی ملکیت تھی۔گاؤں کے لوگ ان کے ہاری تھے جو
ن کی زمینوں پر کھیتی باڑی کرتے تھے اور خوشحال زندگی گزار رہے تھے۔ان میں سے کچھ لوگوں نے شیخ صاحب
سے کرایہ پر زمین لے رکھی تھی جس پر وہ فصل اگاتے اور شیخ صاحب کو فصل میں سے مقررہ حصہ یا زمین کا کرایہ
ر آبیانہ (پانی کا معاوضہ) ادا کرتے تھے۔کیونکہ وہ اپنی فصلوں کو شیخ صاحب کے ٹیوب ویل سے سیراب کرتے
ے۔کچھ کسان شیخ صاحب کے مزارعے تھے جنہیں شیخ صاحب اپنی زمینوں پر کاشتکاری کرنے کا معاوضہ یا تنخواہ
یتے تھے۔وہ سب لوگ جن گھروں میں رہتے تھے وہ بھی شیخ صاحب کی ملکیت تھے مگر وہ ان سے گھروں کا کرایہ
ہیں لیتے تھے۔وہ فطری طور پر نرم مزاج اور رحم دل تھے اور اپنے ہاریوں کو اپنی رعایا سمجھ کر ان سے نرمی اور مہربانی
ے پیش آتے تھے۔ان کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے اور ان کی امداد کرتے رہتے تھے۔

شیخ صاحب نے پرانے منشی (منیجر) کے وفات پانے کے بعد نیا منشی رکھا جس کا نام ریاض تھا۔زمینوں کا
را حساب کتاب منشی کے پاس ہوتا تھا۔وہی کسانوں سے زمین کا کرایہ اور پانی کا معاوضہ وصول کرتا تھا۔ملازم
سانوں کو تنخواہ اور فصل سے ان کا مقررہ حصہ دیا کرتا تھا۔غرض زمینوں اور ان سے حاصل ہونے والی آمدنی کے
م معاملات منشی کے پاس تھے۔

شیخ صاحب خدا ترس انسان تھے۔وہ دو حج کر چکے تھے۔حج پر جانے سے پہلے وہ گاؤں کے تمام لوگوں کی
ت کرتے۔ان کی ضروریات معلوم کر کے پوری کرتے اور انعام واکرام دیتے تھے۔لوگ بھی ان کے حج کی
بت اور درازئ عمر کے لیے دعائیں کرتے تھے۔اب شیخ صاحب تیسرے حج پر جانے لگے تو انہوں نے منشی
ں کو اپنے حج سے واپسی تک کے لیے گاؤں کا سردار بنایا اور تمام اختیارات اس کے سپرد کر کے ہدایت کی کہ وہ

گاؤں والوں کے ساتھ نیکی و بھلائی کا سلوک کرے اور لوگوں کو ان کی کمی محسوس نہ ہونے دے۔ ان کے دکھ سکھ میں شریک رہے اور ضرورت پڑنے پر ان کی امداد کرے۔

پھر شیخ صاحب حج پر روانہ ہو گئے۔ وہ بحری جہاز سے گئے تھے اور انہوں نے دو ماہ بعد واپس آنا تھا۔ منشی ریاض فطری طور پر سخت مزاج اور حاسد قسم کا آدمی تھا۔ وہ دل ہی دل میں کڑھتا رہتا تھا کہ شیخ صاحب کسانوں کو ان کی محنت سے زیادہ معاوضہ ادا کرتے ہیں تو پھر ان کی ضرورت کے وقت امداد کیوں کرتے ہیں۔ اب صاحب کے حج پر جانے کے بعد اس کے ہاتھ میں اختیارات آئے تو اس نے اپنے اصول بنائے۔ وہ کسانوں پانی کا معاوضہ زیادہ لینے لگا۔ زمین کے کرایہ میں اضافہ کر دیا اور ان کی فصل سے مقررہ حصہ سے زیادہ وصول کر لگا۔ اس پر کسان پریشان ہو گئے۔

منشی ریاض نے حکم دیا کہ جو لوگ شیخ صاحب کے مکانوں میں رہتے ہیں۔ وہ پانچ سو روپے ماہانہ کرا کریں یا پھر ان کی عورتیں بلا معاوضہ زمینوں پر کام کریں۔ ورنہ مکان خالی کر دیں۔ اس کے علاوہ جو لوگ کھ سے چارہ کاٹ کر اپنے مویشیوں کو کھلاتے ہیں وہ چارے کی قیمت ادا کریں۔ ہاری ملازم چار بجے تک کام کر کی بجائے چھ بجے تک کام کریں تاکہ پیداوار میں اضافہ ہو۔

لوگ منشی ریاض کے ان احکامات اور سلوک سے بے حد پریشان ہوئے لیکن مجبور تھے۔ اس لیے منشی وستم برداشت کرتے رہے۔ جب شیخ صاحب حج سے واپس آئے تو لوگوں نے خوش ہونے کی بجائے روتے ہو کا استقبال کیا اور ان سے منشی ریاض کے ظلم وستم کی شکایت کی۔ شیخ صاحب نے منشی سے پوچھ گچھ کی۔ وہ معص کر بولا۔

''جناب۔ میں نے یہ سب کچھ پیداوار اور آمدنی میں اضافے کے لیے کیا؟''

شیخ صاحب نے برہم ہو کر کہا۔ ''خدا گنجے کو ناخن نہ دے۔ ارے میں نے تم سے یہ تو نہیں کہا تھا کہ

میں اضافہ کرنے کے لئے ان غریبوں کو تکالیف دینا اور ان پر ظلم وستم کرنا۔ انہی کے دم سے تو یہ زمین سرسبز وشاداب اور گاؤں آباد ہے۔"

شیخ صاحب نے اسی وقت منشی کو نوکری سے نکال دیا اور اس کے نافذ کیے ہوئے اصولوں کو منسوخ کر دیا۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
ہاری	کسان	منسوخ کرنا	رد کرنا
سیراب کرنا	پانی دینا	نافذ کرنا	نفاذ کرنا۔ مقرر کرنا
آمدنی	کمائی	مویشی	پالتو جانو
سپرد کرنا	ذمے کرنا	چارہ	جانوروں کا کھ ۔ گھاس
کھیتی باڑی	کاشتکاری	حاسد	حسد کرنے والا
فصل	پیداوار۔ اناج	شکایت کرنا	شکوہ کرنا

بغل میں بچہ شہر میں ڈھنڈورا

اللہ اللہ کر کے گاڑی روانہ ہوئی۔ خالد کے والدین نے اطمینان کا سانس لیا کہ اب وہ ضرور اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے۔ وہ صبح نو بجے ریل گاڑی میں سوار ہوئے تھے۔ حیدر آباد تک تین گھنٹے کا سفر تھا لیکن کوٹری سے پیچھے ہی گاڑی کا انجن خراب ہو گیا اور گاڑی رک گئی تھی۔ کراچی سے دوسرا انجن آنے میں دو گھنٹے لگ گئے ان دو گھنٹوں میں گرمی اور پیاس سے مسافروں کا برا حال ہو گیا کیونکہ گاڑی ایک ویران وسنسان جگہ پر رکی تھی جہاں دور تک بنجر پہاڑیوں کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا۔ نہ وہاں پانی تھا اور نہ ہی کوئی درخت کہ اس کے سائے میں آرام سے بیٹھتے۔

ریل گاڑی حیدر آباد کے اسٹیشن پر پہنچنے والی تھی کہ ایک مسافر بوکھلایا ہوا اس ڈبے میں آیا اور مسافروں کے بچوں کو غور سے دیکھنے لگا۔ اس کے ساتھ ریلوے پولیس کا ایک سپاہی بھی تھا۔ اس مسافر نے غور سے خالد کو دیکھا تو چیخا ''میرا بچہ میرا بچہ۔'' پھر وہ دوڑ کر خالد کے قریب آیا اور ایک دم رک کر سپاہی سے بولا۔ ''نہیں۔ یہ نہیں ہے۔''

''کیوں بھئی۔ کیا ہوا ہے؟'' خالد کے ابو نے سپاہی سے پوچھا۔

''جناب! اس بے چارے کا چھ سالہ بچہ گم ہو گیا ہے۔ یہ اسے تلاش کرتا پھر رہا ہے۔'' سپاہی نے بتایا۔'' دوسرے ڈبے میں بچے کی ماں زار و قطار رو رہی ہے۔''

''کمال ہے چلتی ٹرین میں بچہ کیسے گم ہو گیا۔'' خالد کے ابو نے کہا۔

''بس کیا بتاؤں بھائی صاحب۔'' وہ مسافر پریشان لہجے میں بولا۔'' جہاں گاڑی خراب ہوئی تھی۔ وہاں دوسرے مسافروں کی طرح میں بھی گاڑی سے اتر کر کمر سیدھی کرنے گیا۔ میرا بچہ اور بیوی گاڑی میں ہی تھے۔ اتنے میں نیا انجن آ گیا اور گاڑی چل پڑی۔ میں جلدی سے اپنے ڈبے میں سوار ہو گیا۔ اپنی سیٹ پر بیٹھ کر میں بیوی

سے باتیں کرنے لگا۔ اچانک بیوی نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا اور پوچھا کہ احمر کہاں ہے۔ جب میں گاڑی سے اترا تھا تو احمر اس کے پہلو میں کھڑکی کے پاس بیٹھا تھا اور میری بیوی ساتھ بیٹھی عورت سے باتیں کر رہی تھی مگر اب احمر وہاں موجود نہ تھا۔ اس وقت سے میں احمر کو تلاش کرتا پھر رہا ہوں۔ تمام ڈبے دیکھ ڈالے ہیں۔ اب آخری ڈبے میں جا رہا ہوں۔ خدا کرے میرا بچہ مل جائے۔''

اتنا کہہ کہ وہ مسافر سپاہی کے ہمراہ اگلے ڈبے کی طرف بڑھ گیا۔ خالد کی امی نے کہا۔'' بے چارے احمر کی ماں! خدانخواستہ بچہ نہ ملا تو وہ رو رو کر جان دے دے گی۔''

دوسرے مسافر بھی بچے کی گمشدگی پر افسوس کر رہے تھے۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ احمر کو اغوا کر لیا گیا ہے یا پھر وہ چلتی ٹرین سے گر گیا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باپ کے پیچھے بچہ بھی ٹرین سے اترا ہو گا اور گھومتا ہوا گاڑی سے دور چلا گیا ہو گا۔ گاڑی چل پڑی تو وہ چلتی گاڑی پر سوار نہ ہو سکا۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ خالد کے ابو بھی احمر کے باپ کے ساتھ چلے گئے تھے۔ خالد نے اپنی امی سے کہا۔'' امی۔ ذرا جا کر احمر کی ماں کو تسلی دینی چاہیے۔''

خالد کی امی تو خود یہی چاہ رہی تھیں۔ وہ خالد کے ساتھ دوسرے ڈبے میں گئیں تو وہاں احمر کی ماں اپنی سیٹ پر بیٹھی بری طرح رو رہی تھی۔ چند مسافر عورتیں اسے دلاسا دے رہی تھیں۔ اتنے میں گاڑی حیدر آباد سٹیشن پر جا پہنچی۔ احمر کا باپ واپس آ گیا۔ خالد کے ابو بھی وہیں آ گئے۔ احمر کے باپ نے بتایا کہ احمر آخری ڈبے میں بھی نہیں ملا۔

''ابو۔ ابو مجھے نیچے اتاریئے۔'' اچانک ان کے اوپر والی برتھ سے آواز آئی۔

سب نے چونک کر اوپر دیکھا تو خالد کا ایک ہم عمر لڑکا برتھ پر بیٹھا آنکھیں مل رہا تھا۔ احمر کے باپ نے لا کر کہا۔

''ارے ہم اوپر سو رہے تھے۔ تمہاری تلاش میں ہم نے ساری گاڑی چھان ماری۔'' اس نے احمر

کو نیچے اتارا۔

''ابو مجھے نیند آ رہی تھی اور نیچے لیٹنے کی جگہ نہیں تھی۔ اس لیے اوپر چڑھ کر سو گیا۔'' احمر نے بتایا۔

احمر کی ماں اسے سینے سے لگا کر پیار کرنے لگی۔ خالد کے ابو نے مسکرا کر کہا۔ ''اسے کہتے ہیں بغل میں بچہ شہر میں ڈھنڈورا۔ آپ نے اس کی تلاش میں ساری گاڑی چھان ماری مگر اپنے قریب تلاش کرنے کی کوشش نہ کی۔''

احمر کے ابو شرمندگی سے بولے۔ ''بس جناب۔ اوپر کی برتھ کا خیال ہی نہیں آیا تھا۔''

خالد کے ابو نے احمر کے ملنے پر اس کے ماں باپ کو مبارکباد دی۔ پھر وہ خالد کی امی کے ساتھ گاڑی سے اتر کر اسٹیشن سے باہر کو چل دیئے۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
بنجر	ناکارہ۔ بے کار	چھان مارنا	خوب تلاش کرنا
زار و قطار رونا	مسلسل زور زور سے رونا	افسوس	دُکھ۔ صدمہ
تسلّی	دلاسا۔ تشفی	برتھ	نشست۔ بڑی سیٹ
تلاش کرنا	ڈھونڈنا۔ کھوج لگانا	گم ہونا	کھو جانا
کمر سیدھی کرنا	آرام کرنا	اسٹیشن	منزل۔ اسٹاپ

بھاگتے چور کی لنگوٹی ہی سہی

ذیشان نہ صرف سست، کاہل اور کام چور تھا بلکہ بے وقوف بھی تھا۔ ایک دن باپ نے اسے ٹا۔ ''تم کام کاج نہیں کرتے مفت میں روٹیاں توڑتے رہتے ہو۔ جاؤ کوئی کام کرو اور کچھ کر لاؤ۔'' ذیشان کو جوش آ گیا اور بولا۔ ''میں ابھی جاتا ہوں اور کام کر کے کما لاتا ہوں۔'' پھر وہ گھر ، نکلا اور کام کی تلاش میں بازار جا پہنچا۔ وہاں ایک آدمی نے اس سے کہا۔ ''اگر تم مجھے شیر کا ایک بچہ ؛تو دو سو روپے دوں گا۔''

یہ سن کر وہ خوش ہو گیا اور شیر کے بچے کی تلاش میں چل پڑا۔ وہ گلی کوچوں میں گھوم رہا تھا کہ ایک بر نے پوچھا۔ ''کسے ڈھونڈ رہے ہو؟'' ذیشان نے بتایا کہ وہ شیر کا بچہ تلاش کر رہا ہے۔ راہگیر نے ا کر کہا۔ ''بے وقوف شیر تو جنگل میں رہتے ہیں۔ شہر میں ان کا کیا کام۔'' راہگیر کی بات سن کر ذیشان ں میں پہنچ کر شیر کا بچہ تلاش کرنے لگا۔ صبح سے دوپہر ہو گئی مگر اسے شیر کا بچہ نہ ملا۔ مایوس ہو کر وہ واپس ں طرف جا رہا تھا کہ راستے میں ایک اجنبی شخص ملا۔

اجنبی نے ذیشان کو روکا اور اس سے پوچھا۔ ''تم کون ہو اور کہاں سے آ رہے ہو؟''

''میں ذیشان ہوں۔ شیر کا بچہ پکڑنے جنگل میں گیا تھا۔ مگر وہاں سے مجھے ناکام واپس آنا پڑا۔ ں جاتا تو دو سو روپے کما لیتا۔''

اجنبی نے کہا۔ ''اگر تم سو روپے مجھے دینے کا وعدہ کرو تو میں شیر کا بچہ دے سکتا ہوں۔''

ذیشان مان گیا۔ اجنبی نے اسے ساتھ لیا اور دریا کی طرف چل دیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے ذیشان ے جگہ ٹھہرایا اور خود دریا کے کنارے واقع جھاڑیوں کی طرف چلا گیا۔ چند منٹ بعد واپس آیا اور

ذیشان سے بولا۔ ''اب چلو۔ مجھے اس خریدار کے پاس لے چلو جسے شیر کا بچہ دینا ہے۔''

ذیشان اس اجنبی کے ہمراہ واپس چل دیا۔ راستے میں اس نے اجنبی سے پوچھا۔ ''شیر کا بچہ کہاں ہے؟''

اجنبی نے کہا کہ بچہ اس کی جیب میں ہے۔ ذیشان مطمئن ہو گیا۔ وہ شہر پہنچے تو بازار میں خرید ذیشان کا انتظار کر رہا تھا۔ اجنبی نے گاہک کے پاس پہنچنے سے پہلے ذیشان کو سمجھایا۔

''شیر کا بچہ بھی شیر ہوتا ہے اور وہ شیر کی طرح خطرناک ہوتا ہے۔ اس لیے میں بچے کی بجا۔ شیر کا انڈا لایا ہوں۔''

پھر اس نے جیب سے انڈا نکال کر ذیشان کو دے دیا اور ذیشان نے انڈا جیب میں چھپا لیا۔

دونوں گاہک کے پاس پہنچے۔ ذیشان نے گاہک سے کہا۔ ''میں تمہارے لئے شیر کا بچہ لے آیا ہوں۔''

''کہاں ہے شیر کا بچہ۔ لاؤ میرے حوالے کرو۔'' گاہک نے اس کے خالی ہاتھ دیکھ کر کہا۔

''پہلے تم قیمت ادا کرو۔ پھر شیر کا بچہ تمہارے حوالے کروں گا۔'' ذیشان بولا۔

گاہک نے دو سو روپے ذیشان کو دیئے اور ذیشان نے سو روپے اپنے ساتھی اجنبی کو دے دیئے۔ اجنبی پیسے لے کر فوراً چلا گیا۔

''اب نکالو شیر کا بچہ۔'' گاہک نے بے چین ہو کر کہا۔

ذیشان نے جیب سے انڈا نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ گاہک غصے سے بولا۔ ''ارے یہ تو انڈا ہے۔ شیر کا بچہ کہاں ہے؟''

''بچہ انڈے کے اندر ہے۔'' ذیشان نے اطمینان سے جواب دیا۔ ''دراصل میں جنگل میں گیا تو شیرنی انڈوں کے پاس بیٹھی تھی۔ میں نے اس سے بچہ مانگا تو اس نے کہا کہ انڈوں سے بچے نکلنے میں ابھی دیر ہے، انڈا لے جاؤ، کل تک اس میں سے بچہ نکل آئے گا۔ چنانچہ میں انڈا لے آیا ہوں۔''

خریدار نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ ''بے وقوف آدمی۔ شیر انڈے دیتا ہے یا بچے؟''

''شیر جنگل کا بادشاہ ہے۔ بادشاہ کی مرضی انڈے دے یا بچے دے۔'' ذیشان نے مسکرا کر کہا۔

گاہک نے جھپٹ کر ذیشان سے روپے چھینے اور بولا۔ ''میری بھی مرضی ہے چاہے روپے دوں چاہے تمہاری کھال ادھیڑوں کیونکہ تم نے مجھے دھوکا دیا ہے اور وقت ضائع کیا ہے۔''

لوگ ذیشان کو پٹتے دیکھ کر جمع ہو گئے اور اسے گاہک کے ہاتھ سے بچایا۔ ذیشان جان چھڑا کر گھر کو بھاگا۔ گاہک نے لوگوں کو جھگڑے کی وجہ بتائی اور کہا کہ دو سو روپے دیئے تھے مگر سو روپے واپس ملے۔ لوگوں نے کہا کہ اس سے دو سو روپے وصول کرتے۔

''بھاگتے چور کی لنگوٹی ہی سہی۔'' گاہک نے ہنس کر کہا۔ ''یہی غنیمت ہے کہ آدھی رقم تو مل گئی۔''

یہ کہہ کر گاہک اپنے گھر کی طرف چل دیا۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
مفت کی روٹیاں توڑنا	بغیر کمائے کھانا پینا	خریدار	خریدنے والا۔ گاہک
کوچہ	گلی۔ کونا	کھال ادھیڑنا	مارنا پیٹنا
راہگیر	راستہ چلنے والا	مایوس ہونا	نا اُمید ہونا۔ توقع ختم ہونا
اجنبی	ناواقف۔ ناشناسا	اطمینان	آرام۔ تسلی۔ تشفی
دراصل	حقیقت میں	دھوکا دینا	فریب دینا۔ عیاری کرنا۔ غچہ دینا

بھینس کے آگے بین بجانا

نادر غریب والدین کا بیٹا تھا۔ اس لیے ماں باپ اسے تعلیم نہ دلا سکے اور ایک تاجر کے پاس اسے ملازم کرا دیا۔ تاجر کاروبار کے سلسلے میں اکثر سفر کرتا رہتا تھا۔ وہ جگہ جگہ سے مال خریدتا اور اپنے شہر میں لا کر فروخت کرتا۔ جس روز اس نے نادر کو اپنا نوکر رکھا اس روز وہ مال خریدنے دوسرے شہر کی طرف روانہ ہوا۔ نادر کو بھی اس نے ساتھ لے لیا تھا۔ نادر کو اس نے راستے میں سمجھایا کہ سفر کے دوران وہ ہوشیار رہے۔ سامان کی حفاظت کرے اور اس کی اجازت کے بغیر کہیں نہ جائے۔ اسی طرح کی کئی اور ہدایات بھی اس نے نادر کو دیں اور نادر نے اسے یقین دلایا کہ وہ اس کی ہدایات پر پورا پورا عمل کرے گا۔

تاجر بہت نرم مزاج اور رحم دل آدمی تھا۔ اس لیے اس نے سفر کے دوران نادر کا ہر طرح سے خیال رکھا۔ اپنے ساتھ کھلایا پلایا اور اپنے پاس ہی سُلایا۔ دوسرے شہر میں پہنچ کر تاجر نے منڈی سے سامان خریدا اور نادر کو سامان کے پاس بٹھا کر کہا۔ ''تم سامان کا خیال رکھو۔ میں سامان اٹھانے کے لیے اونٹ لینے جا رہا ہوں۔''

نادر سامان کے پاس بیٹھ گیا جو سات بوریوں میں بند تھا۔ چند منٹ ہی گزرے تھے کہ سامنے سڑک کے پار ایک بازی گر نے کرتب دکھانے شروع کیے اور لوگ تماشا دیکھنے کے لیے وہاں جمع ہونے لگے۔ نادر بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر بازی گر کے قریب گیا اور تماشا دیکھنے لگا۔ کچھ دیر بعد تماشا ختم ہوا تو وہ واپس اپنے سامان کے پاس آ بیٹھا لیکن اس کی غیر موجودگی میں کوئی چور ایک بوری اٹھا کر لے گیا تھا۔ تاجر واپس آیا اور اس نے ایک بوری غائب دیکھ کر نادر سے پوچھ گچھ کی تو نادر نے بتایا کہ وہ بازی گر کے کرتب دیکھنے گیا تھا۔ تاجر کو اس پر غصہ آیا مگر ضبط کر گیا اور نادر کو سمجھایا کہ آئندہ سامان سے غافل مت ہونا۔

تاجر نے اونٹ پر بوریاں باندھیں اور وہاں سے چل دیا۔ چلتے چلتے وہ راستے میں واقع ایک

چشمہ کے پاس پہنچے۔ چشمہ کے آس پاس درخت تھے۔ تاجر نے کچھ دیر وہاں ٹھہرنے کا ارادہ کیا اور اونٹ کو سائے میں بٹھا کر نادر سے بولا۔ ''میں تھوڑا آرام کرلوں۔ تم اونٹ کا خیال رکھنا۔'' اس نے بوریاں اونٹ سے اتار کر رکھیں اور خود درختوں کے سائے میں لیٹ کر سو گیا۔ نادر بیٹھا رہا۔ اچانک اسے چند قدم کے فاصلے پر ایک درخت دکھائی دیا جس پر آم لگے ہوئے تھے۔ اس کا جی للچایا اور وہ آم توڑنے کے لیے درخت پر چڑھ گیا۔ اس نے چند آم توڑ کر کھائے اور دو تین جیب میں ڈال کر درخت سے اتر آیا۔ مگر سامان کے پاس واپس آیا تو اونٹ غائب تھا۔ اس نے بوکھلا کر تاجر کو جگایا۔ تاجر اٹھ کر اونٹ کی تلاش میں ادھر ادھر بھاگا۔ اونٹ گھاس چرتا ہوا کافی دور چلا گیا تھا۔ تاجر اسے پکڑ کر لایا۔ و. نادر پر خفا ہوا کہ اس نے اونٹ کا خیال کیوں نہیں رکھا۔ نادر نے بتایا کہ وہ آم توڑنے درخت پر چڑھا تھا اور اونٹ کو نہ دیکھ سکا تھا۔

تاجر نے اسے پھر سختی سے ہدایت کی کہ وہ آئندہ اس کی اجازت کے بغیر کہیں نہ جائے۔ پھر تاجر اونٹ پر بوریاں لاد کر دوبارہ چل پڑا۔ دوسرے شہر پہنچ کر اس نے نادر کو ایک جگہ اونٹ کے پاس چھوڑا اور بازار سے مال خریدنے چلا گیا۔ چند منٹ بعد نادر نے دیکھا کہ سامنے والے گھر کے باہر ایک آدمی کھڑا جلیبیاں بانٹ رہا تھا اور لوگوں کا وہاں رش تھا۔ نادر نے سوچا کہ وہ جلیبیاں لینے نہیں جائے گا۔ ورنہ تاجر خفا ہوگا۔ اتنے میں ایک آدمی نے قریب آ کر کہا۔ ''بیٹا! جاؤ تم بھی جلیبیاں لے لو۔''

''نہیں، میں گیا تو سامان کی حفاظت کون کرے گا۔'' نادر بولا۔

''اچھا میں تمہارے سامان کا خیال رکھتا ہوں۔ تم جلیبیاں لے کر جلدی واپس آؤ۔'' اس اجنبی نے نرمی سے کہا۔ نادر مطمئن ہو کر جلیبیاں لینے گیا۔ مگر رش کے سبب جلیبیاں لینے میں کئی منٹ لگ گئے۔ وہ واپس آیا تو اونٹ بوریوں سمیت غائب تھا۔ وہ پریشان ہو گیا۔ اجنبی اس کا اونٹ لے گیا تھا۔ کچھ دیر بعد تاجر واپس آیا تو اونٹ غائب دیکھ کر اس نے سر پیٹ لیا۔ نادر نے اسے بتایا کہ وہ جلیبیاں لینے گیا تھا اور ایک جنبی کو سامان کے پاس ٹھہرایا تھا۔ تاجر نے اونٹ کی تلاش میں کافی بھاگ دوڑ کی مگر اونٹ ملا نہ بوریاں۔ وہ

نادر پر خفا ہوا۔ نادر نے وعدہ کیا کہ وہ آئندہ غفلت نہیں کرے گا۔ تاجر نے غصے سے کہا۔

"میں نے کئی بار تمہیں سمجھایا کہ سامان چھوڑ کر کہیں مت جانا لیکن تم نے ایک بار بھی ذمہ داری سے کام نہیں کیا۔ تمہیں سمجھانا ،بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہے ۔تم آئندہ بھی اسی طرح میرا نقصان کرتے رہو گے۔"

پھر تاجر نادر کے ہمراہ اپنے شہر پہنچا اور اسے نوکری سے نکال دیا۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
تاجر	تجارت کرنے والا۔ سوداگر	غافل	بے پروا۔ غفلت کرنے والا
فروخت کرنا	بیچنا	بوکھلا کر	گھبرا کر۔ خوفزدہ ہو کر
بازی گر	کرتب دکھانے والا	جی للچانا	دل للچانا۔ خواہش پیدا کرنا
کرتب دکھایا	کمال دکھانا	رش	بھیڑ۔ ہجوم
مترادف	ایک ہی معنی کے دو الفاظ۔ ایک جیسا	بین	بانسری

بلی کے خواب میں چھیچھڑے

راشد اور طارق آپس میں گہرے دوست تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے جنگل میں جانے اور وہاں پرندوں کو شکار کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ان دونوں کے پاس ایئر گنیں تھیں جن سے وہ شہر میں چڑیوں، کوؤں کا شکار کرتے رہتے تھے لیکن ان کی خواہش تھی کہ جنگلی پرندوں کو بھی شکار کریں۔ مثلاً تلور، بٹیر، تیتر، شترمرغ، مور اور بلبل وغیرہ۔ چنانچہ چھٹی کے روز وہ چل پڑے۔

جنگل شہر سے دو تین میل دور تھا۔ وہ پیدل ہی آپس میں باتیں کرتے ہوئے چلتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ جنگل میں جا پہنچے۔ جنگل اس وقت پرندوں کی چہچہاہٹ سے گونج رہا تھا۔ مگر تمام پرندے درختوں کی بلند شاخوں میں چھپے ہوئے تھے۔ وہ اپنی اپنی گن اٹھائے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے چلتے رہے۔

آخر ایک درخت پر انہیں چند تیتر بیٹھے نظر آئے اور دونوں نے اپنی اپنی گن سے ان پر فائر کر ڈالا۔ طارق کے فائر سے ایک تیتر زخمی ہو کر نیچے آ گرا لیکن راشد کا نشانہ خطا ہو گیا۔ طارق نے بھاگ کر زمین سے تیتر اٹھایا اور چاقو سے اسے ذبح کر کے تھیلے میں ڈال لیا۔ پھر وہ آگے بڑھے تو ایک درخت پر بلبل بیٹھے دکھائی دیے۔ انہوں نے ان کا نشانہ لے کر فائر کیے۔ اتفاق سے اس مرتبہ بھی صرف طارق کے فائر سے ایک بلبل زخمی ہو کر نیچے آ گری ور طارق نے اسے بھی ذبح کر دیا۔

''کمال ہے یار'' راشد نے حیرت سے کہا۔ ''دوسری بار بھی میری گولی سے کوئی پرندہ نہیں گرا۔''

''گولی پرندے کو لگے گی تو گرے گا۔'' طارق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بس ان کی قسمت اچھی ہے جو بچ جاتے ہیں۔'' راشد نے کہا۔

''دراصل نشانہ لیتے وقت تو تم درست نشانہ لیتے ہو لیکن فائر کرتے وقت تم ڈر جاتے ہو۔'' طارق نے ہنس کر

کہا۔

پھر انہوں نے ایک درخت پر بیٹھے تلور دیکھے تو انہیں شکار کرنے کی کوشش کی۔ اس مرتبہ بھی طارق کی گولی سے ایک پرندہ گرا اور راشد کا منہ لٹک گیا۔ طارق نے ہنس کر کہا۔ ''ذرا نگاہ جما کر نشانہ لیا کرو۔''

''کوئی بات نہیں۔ اب کے میں ایک ہی فائر سے چار پرندوں کو گرادوں گا۔'' راشد نے غصے سے کہا۔

''اچھا پہلے انہیں بھون کر کھالیں۔'' طارق نے تلور کو ذبح کرتے ہوئے کہا۔ ''تم آگ جلاؤ۔''

راشد نے ادھر ادھر سے خشک لکڑیاں اور پتے جمع کئے اور ماچس سے ان میں آگ لگائی۔ طارق نے پرندوں کے بال و پر صاف کیے پھر انہیں آگ پر بھونا۔ دوپہر ہو چکی تھی اور انہیں بھوک لگ رہی تھی۔ انہوں نے بھنے ہوئے پرندے کھائے۔ پھر شکار کی تلاش میں چل پڑے۔ ایک جگہ انہیں دو خرگوش بیٹھے دکھائی دیئے۔

''طارق ان دونوں کو میں شکار کروں گا۔'' راشد نے تیزی سے کہا۔

اور فوراً ہی خرگوشوں پر فائر کر ڈالا لیکن خرگوش بھاگ گئے اور راشد اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ طارق نے ہنس کر کہا۔

''ارے۔ جلد بازی سے کام لے کر تم نے شکار بھگا دیا۔ ہمیشہ اطمینان اور تسلی سے نشانہ لے کر فائر کرنا چاہیے۔''

''مجھے تو لگتا ہے تم کوئی گڑ بڑ کرتے ہو۔'' راشد نے منہ بنا کر کہا۔ ''جب میں فائر کرنے لگتا ہوں تم کوئی ایسا منتر پھونکتے ہو کہ شکار بچ کر بھاگ جاتا ہے۔''

''میں کوئی جادوگر تو نہیں ہوں۔'' طارق نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''تمہارا نشانہ ہی پختہ نہیں ہے۔''

اتنے میں ان کے سامنے سے ایک لومڑی گزری۔ راشد بولا۔ ''اب دیکھو میں کیسے اس لومڑی کو گراتا ہوں۔''

''واہ۔ بلی کے خواب میں چھیچھڑے۔'' طارق نے ہنس کر کہا۔ ''ارے تم معمولی پرندے تو شکار کر نہیں سکے

اتنا بڑا جانور کیسے شکار کر لو گے۔ رہنے دو۔ آؤ اب گھر چلیں۔'' یہ کہہ کر طارق واپس پلٹا۔ راشد نے لومڑی کی طرف دیکھا تو وہ غائب ہو چکی تھی۔ مایوس ہو کر وہ بھی طارق کے ساتھ واپس چل دیا۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
منصوبہ	تجویز۔ تدبیر	اپنا سامنہ لے کر رہ جانا	شرمندہ ہونا۔ مایوس ہونا
فائر کرنا	گولی چلانا	پختہ	پکا
ذبح کرنا	حلال کرنا۔ سر کاٹنا	چہچہاہٹ	چہکار۔ پرندوں کی آوازیں
نشانہ خطا ہونا	نشانہ چوک جانا	ائیر گن	شکاری بندوق

آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا

آصف کے والد کسان تھے۔ گاؤں میں ان کی کچھ زمین تھی۔ جس پر وہ کھیتی باڑی کرتے تھے۔ آصف کی عمر بارہ تیرہ سال ہوئی تو وہ بھی اپنے باپ کا ہاتھ بٹانے لگا۔ اس کا باپ صبح سویرے کھیتوں میں بیل لے جاتا اور وہاں ہل چلاتا۔ آصف سورج نکلنے پر اس کے لیے ناشتا لے جاتا۔ باپ ناشتا کرنے لگتا تو اس کی جگہ آصف ہل چلاتا۔ کچھ دیر بعد آصف واپس گھر آ جاتا۔ دوپہر کو وہ اپنے باپ کے لیے کھانا لے جاتا تو اس وقت وہ کچھ دیر کھیتوں میں کام کرتا اور مغرب سے پہلے ہی باپ کے ساتھ واپس گھر آ جاتا۔ گاؤں کے کئی کسانوں نے ٹریکٹر خرید لیے تھے اور وہ بیلوں کی بجائے ٹریکٹر سے ہل چلاتے تھے۔ اس طرح جو کام بیل سارا دن میں انجام دیتے تھے وہ ٹریکٹر کے ذریعے ایک دو گھنٹے میں ہی ہو جاتا تھا۔ اس طرح کافی وقت بچ جاتا تھا اور کسانوں کو تھکاوٹ بھی نہیں ہوتی تھی۔ نہ ہی انہیں بیلوں کے چارہ پانی کی فکر کرنا پڑتی تھی۔ آصف روزانہ اپنے باپ سے کہتا تھا کہ وہ بھی کھیتی باڑی کے لیے ٹریکٹر خرید لے۔ کیونکہ ٹریکٹر سے صرف ہل نہیں چلائے جاتے بلکہ کھیتی باڑی کے دوسرے کئی کام بھی لیے جاتے ہیں۔ مثلاً کھیت میں ہل چلانے کے بعد وہاں کیاریاں بنانا، ان میں بیج بونا۔ پھر زمین کو ہموار کرنا۔ گندم کٹنے کے بعد گندم سے دانے نکالنے کے لیے تھریشر بھی ٹریکٹر کے ذریعے چلایا جاتا ہے۔

آخر آصف کے باپ نے ٹریکٹر خریدنے کا فیصلہ کر ہی لیا۔ اس سے پہلے اس نے آصف کو ایک ٹریکٹر ڈرائیور سے کچھ دن ٹریکٹر چلانے کی تربیت دلائی۔ پھر خود بھی ٹریکٹر چلانا سیکھا تاکہ انہیں اپنے ٹریکٹر کے لیے کسی کو ڈرائیور نہ رکھنا پڑے۔ اس کے بعد دونوں باپ بیٹا شہر سے ایک ٹریکٹر لے کر آئے۔ پرانا ٹریکٹر خریدا گیا اور اس کی قیمت بھی پچاس ہزار روپے تھی۔ اتنی قیمتی چیز گھر میں آنے پر انھوں نے خوب خوشی منائی۔ اڑوس پڑوس والوں کی دعوت کی۔ بہت سے لوگ انہیں مبارکباد دینے آئے۔ آصف بہت خوش تھا۔ دوسرے روز دونوں باپ

بیٹا ٹریکٹر چلا کر کھیتوں میں گئے اور ہل چلانے لگے۔ ٹریکٹر کے ذریعے ہل چلانا بہت آسان ثابت ہوا۔ انہوں نے دوپہر تک سارے کھیتوں میں کام مکمل کرلیا اور دوپہر کا کھانا گھر آ کر کھایا۔ اب آصف کے باپ کو کھیتوں میں شام تک کام کرنے کی ضرورت نہ رہی تھی اور نہ ہی سورج نکلنے سے اُسے پہلے کھیتوں میں جانا پڑتا۔ اس لیے وہ ناشتا کرکے ہی کام پر جاتے تھے۔ اس طرح آصف باپ کے لیے ناشتا اور دوپہر کا کھانا لے جانے کی زحمت سے بھی بچ گیا۔

تیسرے روز دوپہر کے وقت ٹریکٹر سے ہل چلاتے ہوئے ٹریکٹر کا وہ ہک ٹوٹ گیا جس سے ہل بندھا ہوا تھا۔ آصف کے باپ نے آصف کو ساتھ لیا اور ہک ویلڈنگ کرانے شہر کو چل دیا۔ وہاں سے ہک بنوانے میں شام ہوگئی۔ جب وہ شہر سے واپس گاؤں جانے والے راستے پر پہنچے تو اچانک کوئی کیل لگنے سے ٹریکٹر کا اگلا ایک ٹائر پھٹ گیا۔ آصف کے باپ نے ٹریکٹر روک لیا۔ وہ پریشان ہوگئے کہ کیا کریں۔ اندھیرا پھیل چکا تھا اور ٹائر مرمت کرانے کے لیے انہیں واپس شہر جانا پڑتا تھا۔ آصف نے کہا کہ گاؤں چلیں اور صبح ٹائر کھول کر مرمت کرانے لے جائیں گے۔ چنانچہ آصف کا باپ آہستہ رفتار سے ٹریکٹر چلانے لگا۔ ابھی وہ گاؤں سے دو میل پیچھے ہی تھے کہ اچانک ٹریکٹر کی بیٹری کمزور ہوگئی اور بتیاں بجھ گئیں۔

یہ ایک دوسری مصیبت تھی۔ اندھیرے میں ناہموار کچی سڑک پر ٹریکٹر چلانے میں حادثے کا خطرہ تھا۔ آصف کا باپ احتیاط سے ٹریکٹر چلانے لگا۔ کئی بار ٹریکٹر اندھیرے میں راستے سے اترتے اترتے بچا ورنہ کسی درخت سے ٹکرا جاتا۔ ابھی گاؤں ایک میل دور تھا کہ اچانک ٹریکٹر کا انجن بند ہوگیا۔ دونوں باپ بیٹے نے ٹریکٹر اسٹارٹ کرنے کی کوشش کی لیکن ٹریکٹر اسٹارٹ نہ ہوا۔ پتا چلا کہ اس کا تیل ختم ہو چکا ہے۔ آصف کے باپ نے پریشان ہوکر کہا۔ ''لو بیٹا، آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا۔ پہلے ٹائر پھٹا پھر بتیاں بجھیں اور اب یہ مصیبت آئی۔ اب تم سیٹ سنبھالو میں دھکا لگاتا ہوں۔'' لیکن کچی زمین اور ایک ٹائر بیکار ہونے کے سبب اکیلے آدمی کی طاقت سے ٹریکٹر نے حرکت نہ کی اور وہیں رکا رہا۔ تب آصف کا باپ آصف کو ٹریکٹر کے پاس چھوڑ کر پیدل گاؤں گیا۔ وہ

وہاں سے کچھ پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو لے آیا۔ چھ سات آدمیوں نے دھکا لگایا اور ٹریکٹر کو دھکیلتے ہوئے ان کے گھر پہنچا دیا۔ دوسرے روز آصف کا باپ شہر سے ٹریکٹر کے لیے تیل بھی لایا اور ٹائر بھی مرمت کرا کے لے آیا۔ اس کے علاوہ وہ نئی بیٹری بھی لے آیا اور ٹریکٹر پھر چلنے لگا۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
ہاتھ بٹانا	کام میں مدد کرنا	زحمت	تکلیف
ہموار کرنا	برابر کرنا	آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا	ایک مصیبت سے نکل کر دوسری میں پھنسا
کھیتی باڑی	کاشتکاری	کسان	کھیتی باڑی کرنے والا
کیل	میخ	ہک	کنڈا

چور کی ڈاڑھی میں تنکا

عمرو کسان تھا۔ اس کے پاس پچاس بکریوں کا ریوڑ تھا لیکن ایک صبح وہ بیدار ہو کر بکریوں کے باڑے میں گیا تو ایک بکری کو غائب پا کر اسے حیرت بھی ہوئی اور پریشانی بھی۔ وہ سوچنے لگا کہ بکری کہاں گئی۔ خود کہیں گئی ہے یا کوئی چوری کر کے لے گیا ہے؟ اس نے اپنے چھوٹے سے گاؤں میں بکری تلاش کرنے کی بہت کوشش کی، پڑوسیوں سے بھی پوچھ گچھ کی مگر بکری کا کہیں پتا نہ چلا۔ لوگوں نے کہا ہوسکتا ہے رات کو وہ باڑے سے نکل کر جنگل کی طرف چلی گئی ہو اور وہاں کوئی جانور اسے کھا گیا ہو۔

لیکن عمرو کو یقین تھا کہ بکری اکیلی رات کو جنگل کی طرف نہیں جاسکتی۔ بہر حال اس نے صبر کر لیا۔ رات کو اس نے باڑے کا دروازہ اچھی طرح بند کیا اور گھر آ کر سو گیا۔ دوسری صبح وہ باڑے میں گیا تو ایک اور بکری غائب تھی۔ وہ پھر پریشان ہو گیا۔ اس نے دروازہ دیکھا تو دروازہ بند نہیں تھا جبکہ رات کو وہ بند کر کے گیا تھا۔ دروازہ کھولنا بکری کے بس کی بات نہیں تھی۔ اس لیے یہ شک نہیں کیا جاسکتا تھا کہ بکری خود باہر گئی ہوگی۔ اس نے بکری کو گاؤں کے اندر اور باہر تلاش کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔

"سناؤ عمرو۔ بکری ملی؟" پڑوسی نے شام کو اس سے پوچھا۔

"بکری تو کیا اس کی ہڈیاں تک نہیں ملیں۔" عمرو نے ٹھنڈا سانس لے کر کہا۔ "نہ جانے کون میری بکریاں چوری کر رہا ہے؟"

"تم نمبردار سے بات کرو۔ وہ اس معاملے میں تمہاری مدد کرے گا۔" پڑوسی نے مشورہ دیا۔

اسی رات عمرو کی ایک اور بکری باڑے سے غائب ہو گئی اور اس کا بھی کوئی سراغ نہ ملا۔ مجبوراً عمرو کو نمبردار کے پاس جانا پڑا جو گاؤں کا سب سے بڑا زمیندار تھا اور گاؤں والے اسے اپنا سردار مانتے تھے۔ عمرو نے اس سے شکایت کی تو نمبردار نے پنچایت طلب کی جس میں گاؤں کے تمام کسان شریک ہوئے۔ نمبردار کے کہنے پر عمرو نے بلند آواز

سے اپنا مسئلہ بیان کیا۔ ''میرے باڑے سے روزانہ ایک بکری گم ہو جاتی ہے۔ اب تک تین بکریاں گم ہو چکی ہیں۔ میں نے بہت تلاش کیا لیکن ان کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ مجھے یقین ہے کہ کوئی چور انہیں لے جاتا ہے۔''

پنچایت کے ایک رکن نے پوچھا۔ ''کیا تم نے چور کو دیکھا ہے؟''

''نہیں۔ میں تو رات کو گھر آ کر سو جاتا ہوں۔ باڑے کا دروازہ بھی اچھی طرح بند کر کے آتا ہوں۔'' عمرو نے بتایا۔

''ہو سکتا ہے بکریاں چوری نہ ہوئی ہوں! اپنی مرضی سے باہر گئی ہوں۔'' رکن نے کہا۔

''پاگل ہو گیا؟'' نمبردار نے خفا ہو کر اس رکن سے کہا۔ ''بکریاں کیسے دروازہ کھول سکتی ہیں۔ کیا ان کے ہاتھ ہوتے ہیں۔'' پھر اس نے تمام حاضرین سے کہا۔ ''گاؤں سے باہر کا کوئی آدمی یہاں چوری کرنے نہیں آ سکتا۔ کیونکہ گاؤں کے کتے اجنبی شخص کو دیکھتے ہی بھونکنے لگتے ہیں اور گاؤں والے بیدار ہو جاتے ہیں۔ تم لوگوں میں سے کسی نے عمرو کی بکریاں چوری کی ہوں یا کسی کو چوری کرتے دیکھا ہو تو وہ بتا دے۔ ورنہ میں پولیس کو بلا لوں گا اور وہ خود ہی چور کو پہچان لے گی۔''

یہ سن کر لوگ اپنی اپنی صفائی میں بولنے لگے۔ نمبردار نے کہا۔ ''پھر بتاؤ۔ کیا کیا جائے۔ چور کا کیسے پتا چلے گا؟''

ایک شخص نے کہا۔ ''بہتر ہے کہ آپ پولیس کو اطلاع دے دیں۔ وہ خود چور کو تلاش کر لے گی۔''

پولیس کو بلانے کی کیا ضرورت ہے۔'' کرم دین نے ہنس کر کہا۔ ''آپ روزانہ رات کو باڑے پر ایک آدمی کا پہرہ لگوایا کریں۔ آج نہیں تو کل جب بھی چور آئے گا پکڑا جائے گا۔ آپ کہیں تو آج رات میں عمرو کے باڑے پر پہرہ دیتا ہوں۔'' کرم دین کی بات پر دوسرے لوگ تو ہنس پڑے لیکن نمبردار نے اٹھ کر کرم دین کا گریبان پکڑ لیا اور لوگوں سے بولا۔ ''یہی چور ہے۔''

کرم دین گھبرا کر بولا۔ ''نہیں نہیں۔ میں چور ہوتا تو پہرے کی تجویز کیوں پیش کرتا۔''

لوگوں نے حیران ہو کر نمبردار سے پوچھا۔ ”آپ کو کیسے پتا چلا کہ کرم دین نے ہی بکریاں چرائی ہیں؟“

نمبردار نے مسکرا کر کہا۔ ”چور کی ڈاڑھی میں تنکا ہوتا ہے دوستو۔ پولیس کے بلانے کی کسی نے مخالفت نہیں کی۔ مگر اس نے مخالفت کی۔ پھر پہرے کی تجویز دیتے ہوئے پہلی رات خود پہرہ دینے کی پیش کش کی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ عمرو اپنی تین بکریوں کو بھول جائے۔ چند دن پہرہ دیا جائے گا اور یہ چوری نہیں کرے گا تو سب لوگوں کو اطمینان ہو جائے گا کہ آئندہ چور نہیں آئے گا۔ اس طرح معاملہ ختم ہو جائے گا اور اسے تین بکریاں ہضم ہو جائیں گی۔“

پھر نمبردار نے کرم دین سے کہا۔ ”بولو بکریاں تم نے چوری کی ہیں یا تمہیں پولیس کے حوالے کر دیا جائے؟“

کرم دین نے گھبرا کر نہ صرف چوری کا اقرار کر لیا بلکہ آئندہ کے لیے بھی توبہ کر لی اور عمرو کو تین بکریوں کی قیمت ادا کر دی جنہیں وہ چوری کر کے دوسرے گاؤں میں فروخت کر چکا تھا۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
ریوڑ	گلہ	پنچائیت	کمیٹی۔ اجلاس
بیدار ہونا	جاگنا	تجویز	تدبیر۔ رائے۔ مشورہ
باڑا	جانور باندھنے کی جگہ	فروخت کرنا	بیچنا
سراغ	کھوج۔ تلاش	پڑوسی	ہمسایہ
رکن	ممبر	حاضرین	حاضر کی جمع۔ موجود لوگ
اقرار کرنا	تسلیم کرنا۔ مان لینا	پہرہ دینا	رکھوالی کرنا

تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو

کلاس انچارج کمرے میں داخل ہوئے اور تمام طالب علم احتراماً کھڑے ہو گئے۔ انچارج ماسٹر صاحب نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے انہیں بیٹھ جانے کا اشارہ کیا پھر بولے۔ ''اپنی اردو کی کتاب کھولو۔ آج ہم ''پیاسا کوا'' پڑھیں گے۔''

''ماسٹر صاحب۔ میری اردو کی کتاب گم ہو گئی ہے۔ کل کسی نے میرے بیگ سے نکال لی تھی۔'' کاشف نے اٹھ کر بتایا۔ ''کیوں بھئی۔ کاشف کی کتاب کس کے پاس ہے؟'' ماسٹر صاحب نے طلبا سے پوچھا۔

لیکن کسی نے جواب نہ دیا۔ ماسٹر صاحب نے دوبارہ سختی سے کہا۔ ''جس نے بھی کتاب چرائی ہے شرافت سے کاشف کے حوالے کر دے۔ ورنہ سب کو سزا ملے گی۔ ایک دوسرے کی چیزیں چوری کرنا بہت بری بات بھی ہے اور گناہ بھی۔''

اب بھی کوئی لڑکا نہ بولا۔ سب ایک دوسرے کی طرف شک کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ ماسٹر صاحب نے سب لڑکوں کو باری باری گھورا۔ پھر کہنے لگے۔ ''اچھا! میں چور لڑکے کو کل تک کی مہلت دیتا ہوں۔ اگر کتاب وہ اپنے گھر رکھ آیا ہے تو کل لا کر چپکے سے میری میز پر رکھ دے۔ اگر اس کے بیگ میں ہے تو ہاتھ کھڑا کر دے۔ میں اس کی پہلی غلطی سمجھ کر معاف کر دوں گا۔ اگر کل بھی کتاب نہ ملی تو پھر سب کو سزا ملے گی۔'' یہ کہہ کر وہ کلاس کو پڑھانے لگے۔ مگر کتاب دوسرے روز بھی نہ ملی۔ ماسٹر صاحب نے کاشف سے کہا۔

''سب کے بستوں کی تلاشی لو۔ جس لڑکے کے بستے سے کتاب ملے، مجھے اس کا نام بتاؤ۔''

کاشف نے لڑکوں کے بستوں کی تلاشی لینا شروع کی۔ سب کے بستے دیکھ لینے کے باوجود بھی کتاب

نہ ملی تو ماسٹر صاحب کا پارہ چڑھ گیا۔ وہ کرسی سے اٹھ کر دھاڑے۔ ''تم سب ادھر آ کر کان پکڑلو۔''

تمام لڑکے گھبرا گئے۔ ایک لڑکا بولا۔ ''ماسٹر صاحب! میں نے تو کاشف کی کتاب نہیں چرائی۔''

''جس نے بھی چرائی ہے۔ ابھی پتا چل جائے گا۔'' ماسٹر صاحب غصے سے بولے۔ ''تم لوگ شرافت کی زبان نہیں سمجھتے۔'' ہوسکتا ہے شرافت نے یہ کتاب چرائی ہو۔ اسی لیے تو وہ آج نہیں آیا۔'' دوسرے لڑکے نے کہا۔

''میں کہتا ہوں شرافت سے کان پکڑلو۔'' ماسٹر صاحب نے اسے گھورتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

کاشف کے سوا تمام لڑکوں نے دیوار کے پاس لائن میں کھڑے ہوکر کان پکڑ لیے۔ ماسٹر صاحب نے ڈنڈا اٹھایا اور بولے۔

''اب بھی وقت ہے، جس نے کاشف کی کتاب چوری کی ہے وہ بتا دے ورنہ سب کی کھال ادھیڑ ڈالوں گا۔''

ایک لڑکا ڈر کر بولا۔ ''ماسٹر صاحب قسم لیجیے۔ میں نے چوری نہیں کی۔''

دوسرے لڑکے نے بھی کہا کہ اس نے کاشف کی کتاب نہیں چرائی۔ اسی طرح تمام لڑکوں نے اپنی اپنی صفائی پیش کی۔

کاشف نے ماسٹر صاحب سے کہا۔ ''ماسٹر صاحب۔ کتاب تو ایک لڑکے نے چرائی ہے۔ آپ سب کو سزا نہ دیجیے''۔

''تم خاموشی سے تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو۔'' ماسٹر صاحب نے غصے سے کہا۔ ''میں کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔ آج جب ان کی ہڈیوں پر ڈنڈے پڑیں گے تو انہیں پتا چلے گا۔''

پھر ماسٹر صاحب نے لڑکوں کی مرمت شروع کردی۔ ابھی تین لڑکوں کو ہی ڈنڈے پڑے تھے کہ آخر

میں کھڑا لڑکا ندیم بول پڑا۔ ”ماسٹر صاحب۔ کاشف کی کتاب غلطی سے میرے بستے میں چلی گئی تھی۔“

”اچھا۔ مگر تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔“ ماسٹر صاحب نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”پہلے مجھے یاد نہیں آیا تھا۔“ ندیم نے شرمندگی سے سر جھکا کر کہا۔ ”ابھی یاد آیا کہ گھر جا کر بستے میں مجھے کاشف کی کتاب نظر آئی تھی اور میں نے بستے سے نکال کر میز پر رکھی تھی۔ میں کل لے آؤں گا۔“

ماسٹر صاحب نے بچوں کو اپنی اپنی سیٹ پر بیٹھنے کا حکم دیا اور ندیم سے بولے۔

”تم کتنے بے وقوف لڑکے ہو۔ تم پرسوں کتاب لے گئے تھے اور میں نے گزشتہ روز ہدایت کی تھی کہ جس کے پاس کاشف کی کتاب ہو وہ واپس لے آئے پھر بھی تمہیں یاد نہیں رہا۔ اب مولا بخش سے بچنے کے لیے تمہیں یاد آ گیا۔ جاؤ بیٹھو۔“

ماسٹر صاحب کی بات پر تمام لڑکے ہنس پڑے اور ندیم نے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
مہلت	وقفہ۔ رعایت۔ موقعہ	مولا بخش	استاد کا ڈنڈا
کھال ادھیڑنا	مارنا پیٹنا	بیگ	بستہ
صفائی پیش کرنا	الزام سے خود کو پاک کرنا	چپکے سے	خاموشی سے
شرافت سے	شریفوں کی طرح	لائن میں	قطار میں
احتراماً	احترام کے طور پر	گھورنا	غصے سے دیکھنا